زبیرالحسن غافل اور طنز ومزاح

ڈاکٹر محمد محسن
کروڑی مل کالج،
یونی ورسٹی آف دہلی

ظریفانہ شاعری کو اعتبار بخشنے میں زبیرالحسن غافل کا نام بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ انہوں نے اپنی ظریفانہ شاعری کے ذریعے ایک عہد کو متاثر کیا ہے۔ان کی شاعری منفرد ہے۔ان کا اسلوب نیا اورا چھوتا ہے۔ان کی نظموں کے موضوعات انوکھے اور دلچسپ ہیں۔ان کا انداز برجستہ اور شگفتہ ہے۔شاعری کی بنت کا ہنر کوئی ان سے سیکھے۔زبیرالحسن غافل نے اپنی شاعری میں تمام طرح کے موضوعات کو برتا ہے اور ہر رنگ میں شاعری کی ہے لیکن ان میں طنز ومزاح کا پہلو بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

زبیرالحسن غافل کے خمیر مین شاعری کا عنصر شامل تھا ان کی پیدائش ایک زمیندار گھرانے میں ہوئی،ان کے والد ایک مختار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔شاعری کا ذوق ان کے خاندان کی بدولت انہیں ملا۔ابتدائی تعلیم اس وقت کے معمول کے مطابق گھر پر ہی ہوئی۔بورڈ کا امتحان انگلش ہائی اسکول ارریا سے 1960 میں اول درجے سے پاس کیا اوراعلیٰ تعلیم کے لیے پورنیہ گئے جہاں سے انہوں نے بی ایس سی کا امتحان کامیابی کے ساتھ پاس کیا۔اس کے بعد ایل ایل بی پٹنہ یونیورسٹی سے 1968 میں اعزازی نمبرات کے ساتھ پاس کیا۔تعلیم کی تکمیل کے بعد وہ ذریعہ معاش کی تلاش میں سرگرداں رہے۔آخر کار ان کی محنت رنگ لائی اور وہ ارریا سول کوٹ میں 1969 سے وکالت کے پیشہ سے وابستہ ہوگئے۔وہ ترقی کرکے منصف کے

عہدے پر فائز ہوئے جہاں وہ 1975 سے 2004 تک مظفر پور میں ایڈشینل ڈسٹرکٹ اینڈ ششن جج کے عہدے پر فائز ہوئے اور وہیں سے اپنی نوکری سے سبکدوش ہوگئے۔

حیرانی کی بات یہ ہے کہ اپنی سرکاری ملازمت کے دوران ان اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اردو شاعری سے رشتہ بنائے رکھا اور گاہے گاہے اردو محفلوں میں بھی شریک ہوتے رہے۔ چونکہ وہ ایک ایسے عہدے پر فائز تھے جو کافی ذمہ داری اور دیانتداری والا تھا اس لیے وہ ذہن و دل کو خوشگوار رکھنے اور بار خاطر کو کم کرنے کے لیے ایسی محفلوں میں ضرور شرکت کرتے جہاں دل و دماغ کو تازگی بخشنے کے چند لمحات میسر آتے۔

زبیرالحسن غافل نے ہر طرح کی شاعری کی ہے لیکن طنز و مزاح ان کا اصل میدان رہا ہے۔ان کی شاعری میں طنز و مزاح کا عنصر زیادہ پایا جاتا ہے۔ کیونکہ طنز و مزاح ایک ایسا وصف ہے جو شاعری اور نثر دونوں میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ان کی اصل خوبی یہ ہے کہ ایک شاعر یا ایک فنکار اپنے خیالات وافکار کو دوسرون تک اس طرح پہنچاتا ہے کہ پیغام بھی پہنچ جائے اور مزاح کا پہلو بھی برقرار ہے۔

زبیرالحسن غافل کی جن نظموں میں طنز و مزاح کا عنصر زیادہ پایا جاتا ہے ان میں چارہ گر، رشوت، بہار کی موجودہ حالت ترک شاعری، اینٹی شوہر کانفرس، ایک لیڈر سے انٹرویو، مسئلہ، یوم اردو، پوچھا بیرے نے، صاحب دیوان، نیا الیکشن، ڈنر ہے، جتنی بھی خطائیں ہیں، دیتے ہیں دھوکہ یہ لیڈر کھلا، تیری قدرت سے، منصف صاحب، پیروڈی، روزگار اور نسخہ لیڈری وغیرہ نظمیں شامل ہیں۔

زیر بحث مضمون میں چند نظموں کا تجزیہ مقصود ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں:

نظم ''چارہ گر'' زبیرالحسن غافل کی نظموں میں سے ایک نمایاں نظم ہے۔ چارہ گھوٹالہ ریاست بہار کے چہرے پر ایک بدنما داغ ہے۔ جس کی لپیٹ میں بہت سارے سیاست داں آئے۔ دلتوں اور اقلیتوں کے مسیحا کہے جانے والے ایک سیاسی لیڈر پر جب یہ الزام لگا تو نہ صرف ریاست بہار بلکہ پورے ملک میں اس کی گونج سنائی دی۔

چارہ گھوٹالے کو ایک منظّم سازش اور پروپیگنڈہ کے تحت پھیلایا گیا تا کہ ہندوستانیوں کے دل و دماغ میں دلت لیڈر کے خلاف نفرت پیدا ہوجائے اور سماج میں اس کی اہمیت اور قدر و منزلت کم ہوجائے۔ بہار میں ہونے والے چارہ گھوٹالے کو تقریباً تمام ادیبوں اور شاعری نے

موضوع بنایا ہے اور اپنے اپنے طریقے سے بیان کرنے کی سعی کی ہے لیکن زبیرالحسن غافل نے جس انداز سے چارہ گھوٹالے کو بیان کیا ہے وہ قدرے مختلف ہے۔ یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

یہ مویشی کے مسیحا یہ طبیب جانور
کھا گئے چارہ انھیں کا جن کے تھے یہ چارہ گر
زور سے اپنے قلم کے پہلے پھیلائی وبا
پھر چکتسا کے لیے مانگی حکومت سے دوا
جو دوائیں دی گئی تھیں جانور کے واسطے
ان کو بھی بازار میں یہ بیچ کر سب کھا گئے

(نظم: چارہ گر، اجنبی شہر_ زبیرالحسن غافل، ص 67)

درج بالا اشعار میں شاعر نے چارہ گھوٹالے میں شامل سبھی سیاستدانوں اور افسروں کی قلعی کھولنے کی کوشش کی ہے۔ یہاں اس نظم کے ذریعہ یہ بھی دکھایا ہے کہ کس طرح سرکاری حکام ،سرکاری معیشت کا بے جا استعمال کرتے ہیں۔ کار اور اسکوٹر پر چوپایہ جانوروں کی لدائی سے لے کر اس کے چارہ کو بھی اس طرح اسکوٹر کا استعمال کرتے ہوئے سرکاری امداد کا بندر بانٹ کرتے ہیں۔ شاعر ایسے حالات سے غافل نہیں ہے اور اس طرح کے معاملات کو عوام کے سامنے بے خوف خطر پیش کرتے ہیں۔

زبیرالحسن غافل کی ایک اور مشہور ترین نظم ''رشوت'' ہے۔ سماجی برائیوں میں سے سب سے بڑی برائی رشوت ہے۔ رشوت ایک ایسی بلا ہے جو تقریباً تمام سرکاری اور غیر سرکاری محکموں اور اداروں میں پایا جاتا ہے۔ ہندوستان چونکہ ایک پسماندہ ملک ہے اور یہاں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ کوئی بھی سرکاری یا نیم سرکاری کام بغیر رشوت کے کرنا مشکل ہے۔ بلاک سے لے کر کچہری تک ہر آفس میں رشوت خوری کا بازار گرم ہے۔ اس بلا سے کوئی آفس پاک نہیں ہے۔ جب کوئی شخص رشوت کے خلاف آواز اُٹھانے کی کوشش کرتا ہے تو اس کی آواز دبانے اور اس کا کام نہ کرنے کی دھمکی دی جاتی ہے۔ رشوت خوری کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہاں کے مشنری رشوت خوروں کے خلاف کاروائی کرنے میں ناکام ہے۔ زبیرالحسن غافل بھی سرکاری ملازمت سے وابستہ

رہے ہیں۔انہیں آفس میں رشوت خوری کے بارے میں خوب واقفیت ہے۔اس لیے انہوں نے رشوت جیسی برائی کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔انہوں نے اپنی ایک نظم کا عنوان ہی ''رشوت ''رکھا ہے جس میں انہوں نے رشوت کے بارے میں طنز مزاح کے پیرائے میں سماج اور معاشرہ پر قدغن لگانے کی کوشش کی ہے۔اور اس کی خرابیوں کو اجاگر کیا ہے۔چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

ہر جگہ نیا روپ نیا نام ہے اس کا
چپراسی کی بخشش ہے تو افسر کا ہے تحفہ
کہتے ہیں محبت سے کمیشن اسے وزراء
اور دان سمجھتے ہیں اسے دیش کے نیتا

(نظم: رشوت، اجنبی شہر_زبیر الحسن غافل، ص69)

مندرجہ بالا اشعار میں شاعر نے ہندوستانی سماج میں رشوت ستانی اور اس کے پھیلی ہوئی برائی کو اجاگر کرنے کی سعی کی ہے۔

زبیر الحسن غافل کی نظموں میں ایک اہم نظم ''بہار کی موجودہ حالت'' ہے۔آزاد بھارت کے بعد ہی سے ریاست بہار ایک پسماندہ ریاست رہی ہے۔آزاد بھارت کے بعد جو بھی سرکار آئی کسی نے بھی اپنے وعدے کو پورا نہیں کیا۔جب بھی الیکشن آتا ہے اس سے پہلے تمام پارٹیاں وعدے پر وعدے کرتی ہے اور بہار کی ترقی کی قسمیں کھاتی ہیں۔مگر جب اقتدار میں آجاتی ہے تو اپنا وعدہ بھلا دیتی ہے۔جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہاں کی سڑک اور بجلی کا نظام کبھی ٹھیک نہیں ہوا بلکہ دن بہ دن سڑک کی حالت بد سے بدتر ہوتی گئی۔سڑک کا نظام برا ہونے کی وجہ سے بڑی کمپنیاں وہاں جانے سے کتراتی ہے۔بہار کی سڑک کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ بیل گاڑی میں چلنا اور کار میں چلنا برابر ہے۔بہار کی سڑک کے بارے میں سیاسی ہنگامہ اور اتھل پتھل کے علاوہ ادیبوں اور شاعروں کا بھی موضوع رہا ہے۔

زبیر الحسن غافل نے اپنے طنز و مزاح کے ذریعہ نہ صرف سرکار کی حالت کو بیان کیا ہے بلکہ افسر اور سرکار کی پالیسی اور وعدے پر گہرا طنز کیا ہے اور سرکار کے ترقیاتی کاموں کو نشانہ بنایا ہے۔وہ ''بہار کی موجودہ حالت کے موضوع پر ایک نظم تحریر کرتے ہیں جس میں بہار کی سڑک کی خستہ

حالی کا ذکر کرتے ہیں اور سرکار کی لاپرواہی کو ہدف بنایا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

ایسی حالت ہوگی سڑکوں کی اس سرکار میں
بیل گاڑی کا مزہ آنے لگا ہے کار میں
کیوں اسے لے جا رہے ہو تم ابھی سے ہسپتال
جان بچنے کی ابھی امید ہے بیمار میں

(نظم: بہار کی موجودہ حالت، اجنبی شہر۔ زبیرالحسن غافل، ص70)

زبیرالحسن غافل ایک شگفتہ مزاج شخصیت کے مالک تھے۔ اس لیے انہوں نے بعض نظموں کا ایسا دلچسپ عنوان دیا ہے کہ عنوان سے ظرافت کی بو آتی ہے اور یہ کارنامہ وہی شاعر کر سکتا ہے جو طبعی اعتبار کوش دل اور خوش مزاج ہو۔ یہ تو سچ ہے کہ سماج مرد و زن سے ہم آہنگ ہے اور دنیا ان ہی کے وجود سے قائم ہے۔ سماج میں دونوں کی اہمیت برابر ہے۔ سماج میں شوہر اور بیوی کا ایک مقدس رشتہ ہے۔ بعض بیوی اپنے شوہر کی حرکتوں سے پریشان ہو جاتی ہے۔ بعض شوہر شراب اور دوسرے لایعنی فعل میں مبتلا رہتے ہیں اور گھر آ کر اپنی بیوی کو پریشان اور زدوکوب کا نشانہ بناتے ہیں۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو مارتا اور پیٹتا ہے اور لعن طعن کرتا ہے۔ اسی وجہ سے بیوی عاجز آ کر اپنے شوہر کے خلاف آواز بلند کرتی ہے اور شوہر کے ظلم و ستم کے خلاف اسٹیج پر بے باکانہ انداز میں اپنی بات رکھتی ہے۔ زبیرالحسن غافل نے ''اینٹی شوہر کانفرس'' کے عنوان سے ایک نظم لکھی ہے۔ جس کو پڑھنے کے بعد بے ساختہ زیر لب مسکراہٹ آ ہی جاتی ہے۔ شوہر کے خلاف ہونے والے کانفرس کا عورتیں بے صبری سے انتظار کر رہی ہیں۔ زبیرالحسن غافل اس منظر کو بڑی خوبصورتی اور طنزیہ انداز میں پیش کیا ہے۔ یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

ہر طرف سے لعنتیں تھیں شوہر نادار پر
مختلف نعروں سے پر تھے پوسٹر دیوار پر
شوہروں کے ظلم کی تھیں داستانیں بے شمار
جابجا چپکے ہوئے تھے اس طرح کے اشتہار

(نظم: اینٹی شوہر کانفرس، اجنبی شہر۔ زبیرالحسن غافل، ص72)

درجہ بالا اشعار زبیرالحسن غافل کی نظم ''اینٹی شوہر کانفرس'' سے ماخوز ہے۔شاعر نے اس نظم میں مرداساس معاشرے میں عورتیں یا بیویوں کی صورت حال کا جایزہ لینے کی سعی کی ہے۔ عورتوں کے اندر پیدا ہونے والی کم مایگی کا احساس بڑھنا اور پھراس سے پیدا ہونے والے مسائل کا ذکراس نظم میں پوری طرح اجاگر ہوتا ہے۔

ہندوستانی سیاست دانوں میں ایک چیز بہت زیادہ پائی جاتی ہے۔ ہر سیاست داں کا میڈیا میں آنے ،انٹرویو دینے اور اخبار میں چھپنے کا بہت شوق ہوتا ہے۔کسی بھی موضوع پر اور کسی بھی مسئلے پر ہندوستانی سیاست داں بیان اور انٹرویو دینے کے لیے تیار رہتے ہیں۔کیمرہ دیکھتے ہی اس کے بیان میں تیزی اور شدت پیدا ہوجاتی ہے، ہر سیاست داں اپنی کامیابیوں کا شمار کرتا ہے اور اپنی ناکامیوں کو چھپاتا ہے۔جب ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ آپ نے پچھلے الیکشن میں جو وعدے کیے تھے وہ ابھی پورے نہیں کیے تو وہ پھر سے وعدے کرتا ہے کہ ایک بار اگر موقع مل جائے تو وہ تمام ترقیاتی کام کروادیں گے۔علاقہ کی سڑک، بجلی اور دوسری چیزوں کا نظام بہتر ہوجائے گا۔ لیکن عام طور سے ہوتا یہ ہے کہ جب ایک ہی لیڈر کو دوبار موقع مل جاتا ہے، تب بھی وہ اپنا وعدہ پورا نہیں کرتا ہے، غریب عوام اور سیدھے سادے لوگوں کو بیوقوف بنادیتا ہے۔اس منظر کو زبیرالحسن غافل نے بڑی خوبصورتی اور بہتر ڈھنگ سے اپنی نظم ''ایک لیڈر سے انٹرویو'' میں بیان کیا ہے۔ چنداشعار پیش نظر ہیں:

ہر طرف ہے تنگ دستی ہر طرف افلاس ہے
قوم کے دکھ درد کا کچھ آپ کو احساس ہے ؟
قوم کے ہی غم نے اتنا کردیا لاغر مجھے
غم غلط کرنے کو پینا پڑتا ہے اکثر مجھے
قوم کا حالِ زبوں جب بھی ستاتا ہے مجھے
بوتلوں سے رم کے ہی آرام آتا ہے مجھے

(نظم: ایک لیڈر سے انٹرویو، اجنبی شہر_ زبیرالحسن غافل، ص73)

ہندوستانی سیاستدانوں کے وطیرہ کو شاعر نے اپنی نظم ''ایک لیڈر سے انٹرویو'' میں

دکھانے کی کوشش کیا ہے۔کس طرح لیڈر وعدہ کرتے ہیں۔پھر وعدہ خلافی کرتے ہیں۔اس کا نقشہ بھرپور طریقے سے شاعر نے کھینچا ہے۔

ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے، جہاں ہر پانچ سال کے بعد الیکشن ہوتا ہے اور الیکشن کو ایک تہوار کے طور پر منایا جاتا ہے۔جب ہی الیکشن کا اعلان ہوتا ہے پورے ہندوستان میں جوش وخروش ماحول پیدا ہوجاتا ہے۔اور وہ اپنی اپنی پسندیدہ پارٹیوں کی جیت کی امید کرتے ہیں اورعوام سے اپنی پسندیدہ پارٹی کی حمایت میں ووٹ مانگتے ہیں۔الیکشن کا وقت آتے ہی جگہ جگہ پروگرام کا انعقاد ہوتا ہے اور سیاست داں پروگرام میں حصہ لیتے ہیں اور اپنی جیت کے لئے عوام سے ووٹ مانگتے ہیں۔گویا الیکشن ہندوستان میں ایک تہوار کا روپ اختیار کر چکا ہے۔ہر نئے الیکشن میں لیڈر کچھ نیا وعدہ کرتا ہے اور اپنی پارٹی کو اقتدار میں لانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔زبیرالحسن غافل نے''نیا الیکشن''کے عنوان سے ایک نظم لکھی ہے جس میں الیکشن کے مناظر کو پرلطف انداز میں بیان کیا ہے۔چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

حلوہ ہے نہ پوری نہ مٹھائی نہ مرغن
ہم نے تو کبھی دیکھا نہیں ایسا الیکشن
گردش ہے ستاروں کی ہیں تقدیر کے پھیرے
منہ تاکتے ہی رہ گئے سب بوتھ لٹیرے
کل تک جو گرجتے تھے وہ لیڈر ہوئے خاموش
ٹنڈن نے بنا ڈالا ہر اک شیر کو خرگوش

(نظم: نیا الیکشن، اجنبی شہر_ زبیرالحسن غافل، ص 79)

شاعر نے مذکورہ بالا اشعار میں الیکشن کمیشن اور اس کے افسران کی طاقت واہمیت کو اس نظم میں اجاگر کرنے کی سعی کی ہے اگر الیکشن کمیشن مضبوط ہو تو بڑے سے بڑا سیاسی لیڈر عام آدمی کی مانند نظر آنے لگتا ہے۔یعنی شیر بھی خرگوش ہوجاتا ہے۔عوام اپنی مرضی سے آزادنہ طور سے کسی کو بھی ووٹ دیتی ہے۔

زبیرالحسن غافل خود جج کی حیثیت سے برسوں کام کیا تھا۔ان کا اپنا تجربہ ومشاہدہ ہے

شمار رہا ہوگا۔اس تجربے کی روشنی میں انہوں نے یہ نظم ''منصف صاحب'' تحریر کی ہے۔شاعر نے یہاں منصف کی کمیوں اور خوبیوں کو مختلف طریقے سے بیان کیا ہے۔وہ اس نظم میں فرماتے ہیں کہ صرف پانی میں رہنے والا گھونگھا ہی اپنے اور خول نہیں ڈالے رہتا ہے بلکہ انسانی صورت میں منصف بھی اپنے چہرے پر خول ڈالے رہتا ہے۔دنیا کے تمام رشتوں کو محسوس کرتا ہے مگر اس اس کا اظہار نہیں کرتا ہے۔کچھ اشعار ملاحظہ کیجئے:

خول میں اپنے گھونگھے ہی نہیں رہتے ہیں
اک اور بھی مخلوق ہے منصف جیسے کہتے ہیں
ڈال کر چہرے پہ اپنے خود فریبی کی نقاب
اپنی دنیا میں ہی رہتے ہیں مگن عزت مآب
اپنی آنکھوں پہ چڑھا کر عینک وہم وقیاس
چور کی داڑھی میں یہ کرتے ہیں تنکے کی تلاش

(نظم: منصف صاحب،اجنبی شہر_زبیرالحسن غافل،ص84)

مذکورہ بالا اشعار میں شاعر نے منصف ہونے کی ساری خصوصیات بیان کیا ہے۔

زبیرالحسن غافل کی ایک اور نظم جو فیض کی نظم ''مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ '' کی پیروی میں لکھی گئی ہے۔''پیروڈی'' کے عنوان سے ان کے مجموعے ''اجنبی شہر'' میں شامل ہے ۔ایسا لگتا ہے کہ فیض احمد فیض کی نظم ''مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ'' رومانی ہے لیکن فیض نے جلاوطنی کے زمانے میں اس نظم کو تحریر کیا ہے اور اس نظم میں محبوب سے مراد وطن عزیز ہے۔

میں نے سمجھا کہ تو ہے تو درخشاں ہے حیات
تو جو مل جائے تو تقدیر نگوں ہوجائے
یوں نہ تھا ،میں نے فقط چاہا تھا یوں ہوجائے

(نسخہ ہائے وفا_فیض،ص61)

اس میں فیض احمد نے وطن سے اپنی اٹوٹ محبت کا اظہار کیا ہے یہاں گوشت پوست کا انسان نہیں ہے۔

زبیرالحسن غافل نے اسی نظم کی پیروڈی کی ہے مگراس میں عائلی زندگی، گھریلو معاملات بیوی بچوں کا ذکر کرتے ہوئے اس کے حسن وجمال اوراپنے مسائل کو بھی بیان کیا ہے:

کیا دیا تو نے مجھے شادی کی جھنجھٹ کے سوا
حاصل عشق ہے کیا روز کی کھٹ پٹ کے سوا
مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ
فکر راشن کا لگا رہتا ہے تنہائی میں
کس طرح پیار کی باتیں کروں مہنگائی میں
مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ

(نظم: پیروڈی، اجنبی شہر_ زبیرالحسن غافل، ص85)

فیض کی نظم اور زبیرالحسن غافل کی نظم جو پیروڈی کی شکل میں ہمارے سامنے آتی ہے نمایاں فرق ہے۔فیض اپنی اوراپنے سے جڑے ہوئے وطن سے محبت کا بھرپور اظہار کرتے ہیں لیکن ٹھیک اس کے برعکس زبیرالحسن غافل نے پیروڈی کرتے ہوئے گھریلو زندگی میں شامل بیوی ،بچوں، بازار، مہنگائی، بیوی کی ڈانٹ راشن کی فکر اور مہنگے ہوتے ہوئے راشن کا ذکر کرتے ہیں۔

غافل کی ایک اور نظم 'نسخہ لیڈری' ہے۔اس میں شاعر لیڈر ہونے یا بننے کی ساری حدیں پار کرنے اوران کی خودغرضی اور چھوٹے وعدوں کا ذکر کرتے ہیں۔لیڈر بننے کے لیے بے حیائی ،خودغرضی، جھوٹے وعدے، عرقِ ریاکاری، تخم کینہ، حرص وہوس، روغن موقع پرستی، طوطا چشمی، فتنہ پروری، بے وفائی، بہروپیا پن، کنبہ پروری، بے ایمانی، تنگ نظری، معجون کثافت وخباثت۔سچ کو سامنے لانا عہد وفا کا پورا نہ ہونا یا کرنا دیانت داری سے بچتے رہنا یا اس جیسے اوصاف کا اپنے اندر پیدا کرنا ہی لیڈر بنے کے نسخہ کو پوری طرح ظاہر کرتا ہے۔

زبیرالحسن غافل کی نظموں کے مطالعہ سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ نئے موضوعات پر ان کی نظمیں بڑی عمدہ اور بے حد فکر انگیز ہے۔وہ حالات حاضرہ کو پیش نظر رکھتے ہیں اور ماضی کی پیروی کرتے ہوئے اعتدال اور توازن کا دامن بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑتے ہیں۔وہ بڑی متانت اور سنجیدگی سے نئے نئے مؤضوعات پر نظمیں لکھتے ہیں۔ان کی نظموں میں جہاں ذاتی مسائل کا ذکر

ہوتا ہے وہیں اجتماعی مسائل پر بھی ان کی نظر گہری ہے۔ ربیرالحسن کا وصف یہ ہے کہ انہوں نے کبھی بھی ذاتی مسائل کا ذکر کرتے ہوئے ندامت کے احساس سے نہیں گزرتے اور ساتھ ہی شرمندگی بھی محسوس نہیں کرتے۔ ان کی نظموں کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مشرقی تہذیب، گنگا جمنی تہذیب کے دلدادہ ہیں۔ اکبرالہ آبادی نے جومغربی تہذیب کی دلدادہ شخصیات ہیں اور جومغربی تہذیب پر کاری ضرب لگاتے ہیں اور مشرقی تہذیب کی عمدگی اور اس کی اچھائیوں کے لیےؒ کوشاں رہتے ہیں۔ اس کا ذکر زبیرالحسن بڑی خوبصورتی سے پیش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔۔ ان کی نظمیں 'صاحب دیوان' ایک شاعر کی لاچاری اور بے بسی کا درد ہے خوشامد سے شاعر کا دیوان تو شائع ہو جاتا ہے لیکن وہ ردی کی قیمت رکھتا ہے ان کی نظموں میں تہذیبی، معاشرتی اور سیاسی ماحول کی خرابیاں اور سرگرمیوں کو منظر عام پر لانے کی ایک غیر معمولی کوشش ملتی ہے۔

☆☆☆